تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر
(اقبالؒ)

تعلیم القرآن

از

مولانا محمد اویس ندوی مرحوم

زنا

ولا تقربوا الزنیٰ (بنی اسرائیل ۴) — اور زنا کے پاس نہ جاؤ

جو عورت اور مرد آپس میں ناجائز تعلق رکھتے ہیں وہ خدا کے بڑے نافرمان ہیں، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم زنا کے قریب نہ جاؤ، قریب نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساری باتیں جن سے بے حیائی اور بدکاری پیدا ہوتی ہے، ان سے الگ رہو۔

عورت کے مرد کے ناجائز تعلق میں نگاہ کو بڑا دخل ہوتا ہے، اس لئے صاف فرمایا،

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم (نور ۴) — اے پیغمبر! ایمان والوں سے کہہ دے کہ وہ ذرا اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔

حضورؐ نے فرمایا، کہ پہلی نظر تو ارادہ کے بغیر ہونے کی وجہ سے معاف ہے، مگر دوسری دفعہ پھر نظر ڈالنا جائز نہیں۔

عورتوں کو خاص طور سے کہا گیا کہ غیروں کو اپنے اندر کا بناؤ سنگار نہ دکھائیں، اپنے زیور کی جھنکار کسی کو نہ سنائیں، جھنکار کے زیور نہ پہنیں، سینہ کا پردہ رکھیں، باہر نکلیں تو سارے جسم پر چادر ڈال کر نکلیں، تیز خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں، بیچ راستہ میں نہیں، کنارہ کنارہ چلیں، مرد اور عورت مل جل کر نہ بیٹھیں، کوئی مرد کسی غیر عورت سے تنہائی میں نہ ملے یہ سب حکم اس لئے ہیں کہ مسلمان عزت اور پاکی کی زندگی بسر کریں!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے معراج کی رات میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کی کھال قینچیوں سے کاٹی جاتی ہے، میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جو زنا کے لئے بناؤ کرتے ہیں۔

فرمایا، جب کسی شہر میں زنا اور سود عام ہو جائے تو ان لوگوں پر اللہ کے عذاب کو آنا حلال ہو جاتا ہے۔

فرمایا، زنا سے افلاس اور محتاجی پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا، جس نے زنا کیا یا شراب پی، یا چوری کی تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔

امانت

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا۔ (نساء ۸) — بے شبہ تم کو اللہ حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالہ کر دیا کرو۔

امانت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے کاروبار میں ایماندار ہو، جس کا جس کسی پر حق ہو اس کو پوری دیانت سے دل دہی ادا کر دے!

(۱) کوئی آدمی اگر مال رکھائے تو اس کو اسی طرح واپس کر دے (۲) کوئی اپنا راز بتلائے تو اس کو کسی پر ظاہر نہ کرے (۳) کوئی کسی معاملہ میں مشورہ کرے تو سچا مشورہ دے (۴) اپنے کو جس کام کے قابل نہ سمجھے اس سے الگ ہو جائے۔

اسی قسم کے آدمی امانت دار کہلاتے ہیں، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بڑے امانت دار تھے عام طور سے لوگ آپ کو امین کہتے تھے دشمنوں کو بھی آپ پر بھروسہ تھا حضورؐ کہتے تھے کہ امانت میں خیانت کرنا ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔ فرمایا، جس میں امانت نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے!

ایک مرتبہ ایک شخص سے آپ نے کچھ کھجوریں قرض لیں، چند روز کے بعد وہ تقاضہ کو آیا آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اس کو قرض ادا کر دیں، انصاری نے کھجوریں دیں لیکن وہ ایسی عمدہ نہ تھیں جیسی اس نے دی تھیں اس شخص نے لینے سے انکار کر دیا، انصاری نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی کھجوریں لینے سے انکار کرتے ہو، بولا ہاں، رسول اللہ انصاف نہ کریں گے تو کون کرے گا حضورؐ نے یہ سنا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ بالکل سچ ہے!!

محسنِ انسانیتؐ نے فرمایا

صبر و استقامت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا۔ اور ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال نے اپنی بغل کے اندر چھپا رکھا تھا۔ (معارف الحدیث۔ شمائل ترمذی)

واقعۂ طائف

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم توحید کی تبلیغ کے لئے حضرت زید بن حارثہ کو ساتھ لیے ہوئے پا پیادہ طائف پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت فرمائی جس سے وہ سب برافروختہ ہو کر در پے آزار ہو گئے۔ وہاں کے سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے لڑکوں کو سکھا دیا وہ لوگ وعظ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے پتھر پھینکے کہ حضور اکرمؐ لہولہان ہو جاتے، خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا اور وضو کے لئے پاؤں سے جوتے کا نکالنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دفعہ بدمعاشوں اور اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بجائیں، چیخیں ماریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے

اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے خدا کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی چوٹیں آئیں کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا آبادی سے باہر لے گئے۔ پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس سفر میں تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کا رنج وصدمے کے وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے لبریز تھا اس وقت آپ نے جو دعا مانگی اس کے الفاظ یہ تھے:۔

اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الیٰ من تکلنی الیٰ بعید یتجھمنی او الیٰ عدو ملکتہ امری ان لم یکن بک علیّ غضب فلا ابالی ولکن عافیتک ھی اوسع لی اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت لہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والآخرۃ من ان ینزل بی غضبک او یحل علیّ سخطک لک العتبیٰ حتیٰ ترضیٰ لاحول ولا قوۃ الا بک (تاریخ طبری)

"اے اللہ! میں اپنے ضعف، بےبسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی حقیر اور بےسروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں، اے ارحم الراحمین، اے درماندہ ناتوانوں کے مالک تو ہی میرا رب ہے، اے میرے آقا تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے۔ بیگانوں کے جو ترش رو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے ٹھیک وجود پر قابو رکھے گا۔ لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں، کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے، میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں، اور دنیا و آخرت کے کام ٹھیک ہوئے۔ مجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو۔ عتاب کرنے کا تجھی کو حق ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں"۔ (طبری ج ۵ ص ۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپس ہوتے ہوئے یہ بھی فرمایا:۔

"میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں دعا کروں، اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ پر ایمان لانے والی ہوں گی"۔

(عن عائشہؓ۔ صحیح مسلم) (کتاب رحمۃ للعالمین)

چندہ سالانہ

اندرون ملک: بارہ روپے

بیرون ملک: بحری ڈاک جملہ ممالک سے ڈھائی پونڈ

ہوائی ڈاک

بیرون ملک: مشرق وسطی، سعودی عربیہ، ایران و خلیج، پاکستان،

برما، لنکا سے — چار پونڈ

بیرون ملک: ممالک افریقہ سے — ساڑھے پانچ پونڈ

بیرون ملک: ممالک یورپ سے — سات پونڈ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ — پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۱۵ | ۲۵ر اکتوبر ۱۹۷۸ء —— ۲۲ر ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ | شمارہ ۲۴

شمس تبریز خاں

(اداریہ)

قربانی —— اسلام کی روح

عید الاضحیٰ کے دن قریب آرہے ہیں جو ہر سال ملت اسلامیہ کو ایک عظیم شخصیت، توحید کے علم بردار، اور ایک عظیم الشان سلسلۂ انبیاء کے مورث اعلیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم قربانی (ذبح عظیم) اور بے مثال اخلاص و ایثار کی یاد دلاتے اور ان کے اندر ایثار و قربانی، اور للّٰہیت و ربانیت کی ایک نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ در اصل قربانی صرف ان چند دنوں (ایام تشریق) ہی محدود نہیں بلکہ وہ اسلام کی روح، دین کا مغز اور ایمان کا جوہر ہے جو اسلام کے عقائد و اعمال میں روح کی طرح سرایت کیے ہوئے ہے اور جس کے بغیر مومن کا کوئی عمل مقبول نہیں۔

قربانی کا مطلب اللہ تعالیٰ کے حکم کی بے چون و چرا بجا آوری اور تعمیل ارشاد ہے جو کسی مومن سے وقتی مطالبہ نہیں بلکہ اس کی پوری زندگی کو محیط ہے اور ہر ہر قدم پر اسے وفاداری و اخلاص پر مجبور کرتی ہے۔ اسلام پر اگر غور سے نگاہ ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے اس میں نفس و خواہش پرستی کی قربانی ہے یعنی کلمہ پڑھتے اور ایمان لانے کے بعد بندۂ مومن اس کا قولی و عملی گواہ بن جاتا ہے کہ اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ حاکم اس لیے وہ ذہنی و عملی طور پر اپنے کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اس کا کوئی قدم احکام الٰہی کی خلاف ورزی میں نہ اٹھے۔ اس احتیاط و التزام میں وہ سب سے پہلے نفس و طبیعت کے بے جا مطالبوں اور تقاضوں کی قربانی دیتا اور اللہ کے لیے ایثار کرتا ہے۔ ایمان داری کی راہ میں اسے گوناگوں اور نوع بہ نوع قربانیوں سے واسطہ پڑتا ہے اور ہر جگہ وہ ثابت قدم رہتا اور سنت ابراہیمی کو پیش نظر رکھتا ہے۔

نماز میں بھی قربانی کی روح یعنی اخلاص و للّٰہیت اور تعمیل حکم موجود ہے، زکوٰۃ میں مالی ایثار و قربانی کی علامت موجود ہے، روزے میں نفس و خواہش نفس کی قربانی دی جاتی ہے، حج میں اسوۂ ابراہیمی کی اتباع میں اپنی جان کی قربانی کے بدلے جانور کی قربانی دی جاتی ہے جو اس کا اقرار ہوتی ہے کہ وقت پڑنے پر ہم جانوں کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں گے ؎

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

جہاد اسلام کی افضل ترین عبادت ہے کیوں کہ اس میں بندہ اپنی قیمتی اور آخری متاع جان عزیز بھی داؤں پر لگا دیتا ہے۔

تو در اصل قربانی، اسلام کی روح ہے جس سے اگر کوئی بھی عمل خالی ہے تو وہ عند اللہ مقبول و معتبر نہیں۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کی اللہ کے یہاں قدر ہے اور جس کے بارے میں فرمایا گیا:

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ اس کا خون پہنچتا ہے بلکہ اس کے پاس صرف تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔

اس لیے قربانی نہ عید الاضحیٰ تک محدود ہے نہ جہاد میں جان کی قربانی تک بلکہ مومن کی ساری زندگی اللہ کے مطالبے کے سلسلے میں ایثار و قربانی کا میدان بنا ہے جس میں اسے اپنی خواہشوں، تمناؤں اور ہر طرح کے مفادات کی قربانی دیتے رہنا چاہیے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تاریخی اور تاریخ ساز قربانی میں اول و آخر یہی روح جاری و

ساری ہے:

فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناه ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین وفدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الآخرین سلام علی ابراھیم کذلک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المؤمنین۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۲ - ۱۱۱)

جب اسمٰعیل ابراہیم کے ساتھ چلنے کی عمر کو پہنچے تو ابراہیم نے کہا اے بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ اسمٰعیل نے کہا ابا جان آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر گزریے آپ اللہ نے چاہا تو مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ تو جب دونوں نے اطاعت اختیار کی اور انہیں پیشانی کے بل لٹا دیا اور اسے ہم نے آواز دی کہ ابراہیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم اسی طرح نکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور یقیناً ایک بڑی آزمائش تھی اور اسے ہم نے بدلہ دیا ایک عظیم قربانی کے ذریعہ اور بعد والوں میں اس کا نام یادگار چھوڑا، سلامتی ہو ابراہیم پر، ہم اسی طرح نکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں وہ ہمارے نیک بندوں میں سے تھا۔

عید الاضحیٰ ہر سال ہمارے سامنے قربانی، فداکاری اور جاں نثاری کا یہی پیغام لیکر آتی ہے کہ ہم اسوۂ ابراہیمی کے آئینے میں اپنے ایمان و عمل کا جائزہ لے کر دیکھیں اور اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ کیا ہمارے اندر عملی طور پر نہیں تو کم از کم ذہنی اور نفسیاتی طور پر یہ جذبہ موجود ہے کہ ہم وقت آنے پر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مقابلے میں اپنی مرضیات و مرغوبات، اپنے مفادات و مالوفات کی بے دریغ قربانی کر سکتے ہیں؟ اس لیے قربانی ایک رسم و تاریخی روایت نہیں بلکہ تجدید عہد، تجدید وفا اور تجدید ایمان کا موقع ہوتی ہے۔ جس میں جذبۂ اخلاص و ایثار کے بجھتے ہوئے شعلے ایک بار پھر بھڑک اٹھتے ہیں اور اہل ایمان کے ایمان و یقین میں اضافہ کر دیتے ہیں۔

اس دائرے میں اگر سرخ نشان ہے تو

اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ دینی و ادبی خدمت جاری رہے اور ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کو پہنچتا رہے تو مبلغ Rs. 12/- فوراً ارسال کریں۔

پرچہ ملنے کے پندرہ روز کے اندر اگر آپ کی طرف سے خط یا منی آرڈر وصول نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ آپ اپنا چندہ وی۔ پی سے ادا کرنا چاہتے ہیں اس لئے اگلا پرچہ وی۔ پی سے بھیجا جائے گا جس میں آپ کو Rs. 15/25 ادا کرنا ہوں گے۔ غیر ملکی حضرات اپنے ملک کے لحاظ سے چندہ ارسال فرمائیں۔

(منیجر)

عصر حاضر کو سمجھنا آسان ہے نہ اس کے تقاضوں کا اندازہ کرنا سہل ہے لیکن ایمان کی رہنمائی، اخلاص کی رہبری اور علم کی گہرائی میسر ہو تو اس جادۂ دشوار پر گامزنی کی جرأت کی جا سکتی ہے

اسلامک اسٹڈیز کانفرنس کے اجلاس ہشتم منعقدہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں

مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی کا خطبۂ استقبالیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

جناب صدر اور حاضرین مجلس!

ندوہ میں ماہرین علوم اسلامیہ کے اجتماع کا خیال بہت دیرینہ ہے۔ ۲۰-۲۵ برس پہلے جب اورینٹل کانفرنس میں اسلامی علوم کے لئے میدان تنگ نظر آیا تو ایک ایسے ادارہ کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی جس میں اسلامی مسائل و موضوعات پر بحث و گفتگو کے وسیع مواقع حاصل ہوں۔ اس خیال کے ماتحت ادارہ معارف اسلامیہ کا قیام عمل میں آیا اور اس کے کئی شاندار جلسے ہوئے جن میں مدارس و جامعات کے سربراوردہ اور صاحب علم و نظر اشخاص نے شرکت کی، گراں قدر مقالات پڑھے گئے، ان پر عالمانہ مذاکرات ہوئے اور بحث و گفتگو سے فکر و نظر کے نئے گوشے سامنے آئے۔

دہلی کے اجلاس میں راقم الحروف بھی شریک تھا۔ اس وقت کا منظر آج بھی نگاہوں کے سامنے ہے۔ یونیورسٹیوں کے نامور پروفیسر اور علی گڑھ کے بالغ نظر علم و اعلیٰ مجالس کے ممتاز نمائندے اور مشاہیر علم اس اجتماع میں موجود تھے اور شاندار مباحث میں حصہ لے رہے تھے۔ اس موقع پر دارالمصنفین اعظم گڑھ سے مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم خاص طور سے مدعو کئے گئے تھے مگر عین وقت پر بعض مجبوریوں کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے، ان کی عدم شرکت کا سب لوگوں کو بہت افسوس تھا لیکن سید صاحب نے اپنی غیر حاضری کی تلافی اس طرح کی کہ صدارت کے تار کے ساتھ ہی کل ہند ادارہ کو دعوت دی کہ ندوۃ العلماء میں منعقد کریں۔

اس غیر متوقع خوشخبری سے سب لوگ بہت مسرور ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ جسٹس سر سلطان مرحوم نے بڑی مسرت کے ساتھ مجھ سے سید صاحب مرحوم کی اس پیشکش کا ذکر کیا۔ ادارۂ معارف اسلامیہ کے کارکنوں نے ممنونیت کے ساتھ اس دعوت کو قبول کیا لیکن اس زمانہ میں ملک کے حالات کچھ ایسے دگرگوں تھے کہ خواہش اور کوشش کے باوجود یہ اجلاس منعقد نہ ہو سکا پھر ملک کی تقسیم عمل میں آئی اور ادارۂ معارف اسلامیہ کی بساط ہی الٹ گئی۔

پھر عرصہ کے تعطل کے بعد جب ذرا فضا میں کچھ سکون ہوا تو علوم اسلامیہ کی حفاظت اور پیش قدمی کے لئے کام کی نئی طرح ڈالی گئی اور ڈاکٹر عبدالعلیم مرحوم کی کوشش اور جد و جہد سے ۱۹۵۸ء میں اسلامک اسٹڈیز کانفرنس قائم ہوئی اور فکر و نظر اور بحث و تحقیق کے رکے ہوئے قافلے پھر سرگرم سفر ہو گئے۔

ادارہ معارف اسلامیہ کی طرح ندوہ نے اسلامک اسٹڈیز کانفرنس سے بھی شروع ہی سے پورا تعاون کیا، اس کے جلسوں میں اس کے نمائندے شریک ہوتے رہے، مقالات پیش کئے اور بحث و مذاکرہ میں حصہ لیا۔

۱۹۶۹ء میں دارالمصنفین کی دعوت پر جب اعظم گڑھ میں اسلامک اسٹڈیز کانفرنس منعقد ہوئی تو ندوہ کے اعلیٰ عہدہ دار اور ممتاز علماء اس میں شریک ہوئے اور ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے کانفرنس کے منتظمین کو دعوت دی کہ آئندہ اجلاس لکھنؤ میں منعقد کریں لیکن موانع و مشکلات کچھ اس طرح سد راہ ہوئیں کہ یہ اجلاس ندوہ میں نہ ہو سکا، اور لکھنؤ کے بجائے دارالعلوم تاج المساجد بھوپال کے زیر اہتمام بھوپال میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ وہاں ناظم ندوۃ العلماء نے پھر ندوہ کی طرف سے دعوت کی تجدید کی۔

یہ اجتماع اس سے بہت پہلے ہو جاتا لیکن ملک کے حالات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ اس کے انعقاد میں بہت تاخیر ہوئی۔ بالآخر امسال یہ عزم کر لیا گیا کہ اب مزید تاخیر نہ ہونے پائے اور جس طرح بھی ہو اجلاس منعقد کر ہی لیا جائے۔ اس اثنا میں سارا شمالی ہند سیلاب کی زد میں آ گیا اور پنجاب سے آسام تک ایک طوفان برپا ہو گیا۔ جان و مال اور املاک و جائداد کی اس عظیم تباہی و بربادی کے عالم میں جب وسائل آمد و رفت تک منقطع ہو گئے تھے ڈر تھا کہیں اعلان و اہتمام کے باوجود اس مرتبہ بھی جلسہ نہ ہو سکے مگر اللہ نے فضل فرمایا اور مشکلات و موانع کے باوجود اہل علم کا منتخب مجمع آج ندوہ کے اس ہال میں جمع ہے۔

اس موقع پر میں شرکاء اجلاس کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بہت بیماری اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے یہاں پہونچ گئے۔ میں اپنے رفقاء، ناظم ندوۃ العلماء، ندوہ کے ارکان و اساتذہ اور کارکنوں اور کارگزاروں کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ ہماری کوشش ہے کہ آپ کو یہاں ہر طرح کی راحت و سہولت حاصل ہو لیکن اس کے باوجود اگر آپ کو خاطر خواہ آرام نہ مل سکے تو ہماری کوتاہی سے درگزر فرمائیں۔ ندوہ کو اپنا گھر سمجھیں اور تکلیفوں کو نظر انداز فرما کر اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

ندوہ کے بانیوں نے دین و دنیا کی ہم آمیزی اور قدیم و جدید کے اجتماع کا جو خواب دیکھا تھا شاید اس کی ایک تعبیر آج کا یہ اجتماع بھی ہے جدید و قدیم تعلیمگاہوں کے منتخب افراد پہلو بہ پہلو جمع ہیں تاکہ اپنی بحث و تحقیق سے الجھے ہوئے مسائل کو سلجھائیں اور عصر حاضر کے سامنے گرد و غبار سے پاک کر کے اسلام کا آب حیات پیش کریں تاکہ اس کے اندر زندگی کی توانائی پیدا ہو اور اس دنیا کی شب تاریک سحر کی جانب بڑھے۔ اس کار عظیم کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ علماء اور جدید تعلیم یافتہ اصحاب ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، حالات کو سمجھیں، مسائل پر غور کریں اور خوش اسلوبی کے ساتھ صحیح نتیجہ تک پہونچنے کی کوشش کریں۔ یہ کام بہت مشکل ہے نہ عصر حاضر کو سمجھنا آسان ہے نہ اس کے تقاضوں کا اندازہ کرنا سہل ہے پھر علوم اسلامیہ کے بحر ذخار میں غوطہ زنی اور گہرائی تک پہونچ کر گوہر مراد کا حصول بھی بڑی جانکاہی کا طالب ہے لیکن ایمان کی رہنمائی، اخلاص کی رہبری اور علم کی گہرائی میسر ہو تو اس جادۂ دشوار پر گامزنی کی جرأت کی جا سکتی ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اس کی توفیق شامل حال ہو، ہماری نگاہوں کو نور بصیرت عطا ہو، ہمارے قدم جادۂ مستقیم پر استوار رہیں اور ہماری تلاش و جستجو اور بحث و تحقیق راہ صواب کو نمایاں کر دے۔

اسلام کا پیغام عصر حاضر کے نام

محمد تعارف حسین بستوانی متعلم ندوة

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک۔ دلیل کی تکرار ہے، قصہ جدید و قدیم۔

حضرات یہ ابدی حقیقت اور فطری بات ہے کہ جب کوئی ضرورت پیدا ہوتی ہے تو اس کا سامان بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ رات کے اندھیرے میں چاند اور تاروں کے چراغ جلتے ہیں۔ گرمی اور امس جب شدت کو پہنچتی ہے تو ابر باراں نازل ہوتا ہے۔ جہاں بیماریاں ہیں وہیں اس کی دوائیں بھی ہیں۔ بالکل یہی حال امراض باطنی اور روحانی کا ہے۔ جب فساد ظاہر ہوتا ہے صلاح کی مد ابھرتی ہے، جب ظلمت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو سپیدہ نور طلوع ہوتا ہے ضلالت کے ساتھ ہدایت، کفر کے ساتھ ایمان، آذر کے ساتھ ابراہیم، اور فرعون کے ساتھ موسیٰ کا ظہور ہوتا ہے۔

اسی اصول کی بنا پر دنیا کے ہر دور میں نبوت کا نور چمکا۔ اور دنیا کو روشن کر گیا وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ الٰہی پیغام آتے رہے اور انسانوں کو خیر و ہدایت پر لگاتے رہے، لیکن وہ تمام پیغام کسی خاص زمانہ اور قوم کے لئے تھے۔ ان کی دائمی حفاظت کا سامان نہ ہوا۔ لیکن جو پیغام نبی آخر الزماں کے ذریعہ آیا وہ عالمگیر اور دائمی ہو کر آیا۔

دنیا میں بہت سے مذاہب اور ازم ہیں، یہودیت و نصرانیت، اشتراکیت و کمیونزم، سوشلزم و سرمایہ دارانہ نظام، غرضیکہ ہر ایک کو انسان آزما چکا ہے۔ یہودیت و نصرانیت نے تو خود ہی اپنی کتابوں میں صاف اعلان کر دیا ہے کہ وہ خدا کا آخری کلام نہیں نیز یہ کہ وہ کامل بھی نہیں، تورات و انجیل نے اپنے بعد ایک کامل و دائمی آنے والے پیغام کا اعلان کیا ہے۔ پھر یہ کہ جو پیغامات و احکامات اس کے تھے وہ بھی تحریف و تاویل کا شکار ہو گئے۔ اب ایسا مذہب موجودہ دور اور عصر جدید میں کیسے کامیاب رہ سکتا ہے، یہی حال ازموں کا ہے جو انسانوں کے خود ساختہ ہیں، انسانیت ان سے پناہ مانگ رہی ہے۔ جن ملکوں میں بھی موجودہ ازموں میں سے کوئی ازم پہنچا ملک تباہ ہو گیا۔ معاشرہ میں فساد برپا ہوا۔ اخلاق بگڑ گئے، ہمدردی، صلہ رحمی، اخوت و بھائی چارگی کا جنازہ نکلا،

لیکن اسلام کا پیغام کامل ہے وہ یہودیت و نصرانیت کی طرح اپنے بعد کسی اور آنے والے کا پیغام نہیں دیتا۔ جو نیا پیغام سنائے یا اسلام میں کوئی نقص ہے جس کو دور کر کے وہ کامل کرے۔

وہ اپنی تکمیل کا خود دعویٰ کرتا ہے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"

وہ اپنے نبی آخر الزماں کے بارے میں خاتم النبیین ہونے کا اعلان کرتا ہے، متعدد حدیثوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبوت کی عمارت کا آخری پتھر ہوں، قرآن نے اپنے بعد کسی آنے والے پیغامبر کے لیے کوئی جگہ نہیں چھوڑی، اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی پیغام جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں آیا خدا کا آخری اور دائمی پیغام ہے، اسی لئے "انا لہ لحافظون" کے وعدہ سے خدا نے اس حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی۔

اسلام کا پیغام اپنی قوم اور اس کے ماننے والوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اسلام دنیا میں خدا کا پہلا اور آخری پیغام ہے جو کالے گورے، عرب و عجم، ترک، تاتاری، ہندی و چینی، روسی و امریکی سب کے لئے عام ہے۔ جس طرح اس کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ اسی طرح اس کا رسول تمام دنیا کا رسول رحمۃ للعالمین ہے۔ اسی طرح اس کا پیغام بھی تمام دنیا کے لئے ہے، قرآن یوں اعلان کرتا ہے۔ "ان ھو الا ذکر للعلمین" سورہ فرقان میں ہے "تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا" اور ایک جگہ فرمایا:۔ "وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا۔"

حضرات، میں آپ کو بتاؤں کہ اسلام کا پیغام عصر حاضر کے لئے کیا ہے وہ موجودہ سائنسی و مشینری دور میں انسانوں کی کس طرح رہنمائی کر سکتا ہے اس کا آخری دائمی اور عالمگیر پیغام کیا ہے، ہر مذہب کے چار اجزاء ہیں۔ عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق، اسلام ان میں سے ہر ایک کی حقیقت بالکل واضح کرتا ہے، اور ہر ایک کے حدود متعین کرتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں ان چاروں میں توازن نہیں ہے۔

اسلام نے اخلاق و معاملات پر بہت زور دیا۔ ماں باپ، خویش و اقارب، اپنے بیگانے ہر ایک کے ساتھ اچھے برتاؤ کو ضروری قرار دیا اس نے نہ صرف اصولی احکام کو بتایا اور مکمل کیا بلکہ اخلاق کی ایک ایک گرہ کو کھولا۔ ہر روح کی ایک ایک بیماری کی تشخیص کی اور اس کا علاج بتایا، ایمان و عمل یہی دو چیزیں ہیں جن پر قرآن نے انسانی نجات کا مدار رکھا ہے۔ ایمان پختہ اور مستحکم ہو اور عمل نیک و صالح ہو۔

آج دنیا نے بہت ترقی کر لی ہے صنعت و حرفت، سائنس و ریاضی میں کامیابی کی اعلیٰ منزلیں طے کر لی ہیں، انسان چاند سے آگے بڑھ کر مریخ اور زہرہ پر کمندیں ڈال رہا ہے لیکن کیا ان ایجادات سے انسانی غرض پوری ہو گئی، کیا دنیا سے خوف و اضطراب کا وجود مٹ گیا، کیا افلاس و پریشانی کے بادل چھٹ گئے، کیا انسانوں پر ظلم و زیادتی نہیں ہوتی، کیا دنیا کو امن و سلامتی حاصل ہو گئی، کیا جنگ کا بھیانک اور خوفناک سایہ ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا۔؟

اس کا علاج اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان کا اندرون نہ بدلے۔ اندرونی تبدیلی کے لئے ایمان سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں ہے جب تک قوم میں خدا کا یقین اور اس کا خوف، آخرت پر ایمان اور وہاں کی پوچھ گچھ کا کھٹکا نہیں پیدا ہوگا۔ اخلاق سنور نہیں سکتے۔ موجودہ اخلاقی اور سماجی کمزوریاں دور نہیں ہو سکتیں، وہ اسلام ہی کا پیغام تھا جس نے چھٹی صدی عیسوی میں عرب جیسی قوم کی دیکھتے دیکھتے کایا پلٹ دی۔ صدیوں کی بری عادتیں چھڑا دیں حیوانیت کی نیچی سطح سے انسانیت اور شرافت کی اونچی سطح پر پہنچا دیا۔ اسلام ہی کا پیغام تھا کہ گنہگار عورت پیغمبر خدا کی عدالت میں آکر اپنے گناہ کا اقرار کرتی ہے۔

اسلام کا پیغام ہی تھا کہ ایران کی جنگ میں غریب سپاہی لاکھوں روپیوں کی مالیت کا ہیرے جواہرات کا جڑاؤ سامان راستہ میں چھپا کر لاتا ہے اور اپنے افسر کے حوالہ کرتا ہے۔ کہ یہ اللہ کا مال ہے اس سے نام پوچھا جاتا ہے وہ نہیں بتاتا ہے کہ مجھے شکریہ و تعریف کی ضرورت نہیں۔ میں نے اس کی خوشی کے لئے کیا جو میرا نام جانتا ہے اسلام کا پیغام ہی تھا کہ شراب سے ممانعت ہوئی تو منہ سے لگے پیالے پھینک دیے گئے برتن توڑ دیے گئے۔ مدینہ کی نالیوں میں شراب بہتی نظر آتی تھی۔ اس کے مقابلہ میں امریکہ جیسا متمدن ترقی یافتہ ملک کئی کروڑ ڈالر صرف کر کے اور کئی ارب صفحے کا لٹریچر شائع کر کے بھی امریکی سوسائٹی کو شراب سے نہ روک سکا۔

آج بھی اسلام کا پیغام زندہ و جاوید ہے آج بھی اس میں عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کی پوری صلاحیت ہے۔

(داخلی جلسے کی ایک تقریر کا خلاصہ)

برطانیہ کی سب سے بڑی مسجد بریڈفورڈ میں تعمیر کی جارہی ہے

۲۵ لاکھ پونڈ کی لاگت کا عظیم الشان منصوبہ

بریڈفورڈ لندن ... [illegible] ... کے درمیان جلد ہی ایک خوبصورت عمارت کا اضافہ ہونے والا ہے۔ ... [illegible] ... برطانیہ کی سب سے بڑی مسجد ... [illegible] ... اس وقت بریڈفورڈ میں ... مسلمان ... [illegible] ...

تعلق رکھنے والے ... [illegible] ... جمعیت تبلیغ الاسلام کے سربراہ ... حسین شاہ ... [illegible] ... کرتے ہیں۔

اس عمارت کی بنا پر بریڈفورڈ کے مسلمانوں کی ... مسجد کی تعمیر ... سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے ... [illegible] ... تبلیغ الاسلام ... مسلمان خاندانوں ... [illegible] ...

مسجد ... [illegible] ... بریڈفورڈ ... [illegible] ... مسلمان ... [illegible] ... منصوبے کے مطابق ... [illegible] ... منصوبے میں کار پارکنگ ... [illegible] ... کا خیال رکھا گیا ہے۔

اس منصوبے کے بارے میں ... [illegible] ... بریڈفورڈ کے ... [illegible] ... نے مسجد کی

بریڈفورڈ سٹی

کونسل اب مسجد کی

تعمیر کی منظوری

دینے میں لیت ولعل

نہ کر سکے گی

[illegible] ... بریڈفورڈ ... [illegible]

بریڈفورڈ میں ... [illegible] ... تعمیر ہونے والی مسجد کا خاکہ

ضروری اعلان!

جن حضرات کے چندے ختم ہوتے ہیں ان کو لال نشان یا خط کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔

آپ کو ختم چندہ کی اطلاع ملے تو فوراً اپنا چندہ ارسال کریں۔

ورنہ

پندرہ روز انتظار کے بعد اگلا شمارہ وی۔ پی بذریعہ ... 3/25 آپ کو زائد دینے پڑینگے۔

منی آرڈر فارم میں نیچے کوپن پر اپنا پورا پتہ اور خریداری نمبر ضرور لکھا کریں۔

ورنہ آپ کا چندہ جمع ہونے میں دشواری ہوگی۔

(منیجر تعمیر حیات)

بقیہ ...

... کانفرنس منعقدہ اعظم گڑھ کی یاد

اصلاحات ہوئی اور ... اصلاحات شدہ نصاب دار العلوم ندوۃ العلماء میں ... گیا۔

اس کانفرنس کے بہترین مقرروں میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا سعید احمد اکبرآبادی، ڈاکٹر عبدالعلیم، کانفرنس کے سکریٹری ڈاکٹر مقبول احمد تھے جن کی تقریریں بہت پسند کی گئیں۔

اس کانفرنس کی سب سے بڑی خصوصیت

یہ تھی کہ ندوہ و ... کے علماء و دانشور ... کے تاریخی اجلاس کے بعد پہلی مرتبہ اکٹھا ہوئے تھے اور دونوں طبقوں نے اس کانفرنس سے پوری دلچسپی لی۔ ندوہ ... کی نمائندگی مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا ابوالحسن علی ندوی اور مولانا شاہ معین الدین ... جیسے حضرات کر رہے تھے ... مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی نے

پڑھا تھا، یہ مولانا شبلی اور مولانا سید سلیمان ندوی کے ادب و انشاء اور حسن تحریر کا بہترین نمونہ تھا اور اسی رنگ میں بالکل برجستہ تقریر مولانا ابوالحسن علی کی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دارالمصنفین کو ... خاکی میں مولانا شبلی اور مولانا سید سلیمان ندوی کی روح ... ہوگئی ہوں، اور ... ایسی معلومات ... دلچسپ اور ... [illegible] ... اسلامی علوم و فنون سے متعلق ہندوستان کے علماء کی خدمات کو بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، ... ادب، فلسفہ ... [illegible] ... تصنیفات ... [illegible] ...

مغربی جمہوریت دراصل اقلیت کی حکمرانی کا نام ہے

تحریر: امین الزماں

[illegible]

اکثریت کی حکومت کے لیے سیاسی جماعتوں کی متناسب نمائندگی کا اصول اختیار کیا جائے

[illegible]

قسط ۲

اسلامک اسٹڈیز کانفرنس منعقدہ اعظم گڑھ کی یاد

(ابوعلی)

گذشتہ سے پیوستہ

میں نے "نشان درس" کی کہ اردو میں بھی ابن رشد پر اچھا خاصا مواد اب تک اکٹھا ہوگیا ہے، ایک تو مولانا محمد یونس فرنگی محلی کی ابن رشد ہے جو دارالمصنفین کے سلسلہ تصنیفات میں داخل ہے اور ایک رینان کی ابن رشد پر کتاب کا ترجمہ ہے جو حیدرآباد سے شائع ہوا ہے اس پر سب سے پہلا مضمون ... عمادالملک سید حسن بلگرامی حیدرآبادی کا مضمون ہے جو ان کے مجموعہ مقالات میں شامل بھی ہے، دوسرا مضمون مولانا شبلی کا ہے جو دو ایک قسطوں میں "الندوہ" میں شائع بھی ہوا تھا اور ان کے مجموعہ مقالات میں بھی آگیا ہے لیکن ان تمام مضامین اور کتابوں میں اس کی غالب حیثیت فلسفی ہونے ہی کو پیش کیا گیا ہے اور [illegible] پہلے ہیں جنہوں نے یہ مقالہ لکھ کر ان کی فقہی حیثیت کو اجاگر کیا ہے اور اس میں وہ کامیاب بھی ہوئے ہیں۔

کانفرنس کے یہ تمام فضلاء شاہ گنج سے ایک ریزرو بس پر آئے تھے۔ راستہ میں ... مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں خیر مقدم کیا گیا اور ان کو ایک پر تکلف عصرانہ بھی دیا گیا، ان کو وہاں مولانا حمید الدین فراہی کی تفسیر نظام القرآن کے مسودے اور دوسرے نوادر بھی دکھائے گئے مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے تقریر بھی کی۔

یہ تمام حضرات جامعۃ الفلاح بلریا گنج میں بھی مدعو کئے گئے تھے۔ ... وہاں مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی کی [illegible] میں شرکت کی دوسرے روز وہاں کے تمام طلبہ مولانا عبد الماجد دریابادی کی زیارت کے لئے آئے۔ مولانا اپنے لئے لوگوں کی عقیدت و ارادت کے اظہار کو پسند نہیں کرتے تھے، اتنے بڑے ہجوم کو دیکھ تو گھبرا گئے، میں نے ان لوگوں سے عرض کیا، کہ آپ لوگ دور سے مولانا کی زیارت کرلیں اور مصافحہ وغیرہ کرنے کی زحمت نہ دیں، انہوں نے مولانا کی زبان سے اپنے لئے کچھ نصیحت کی خواہش کی۔ اتفاق سے اسی وقت مولانا سعید احمد اکبرآبادی اتفاق سے مولانا کے پاس آگئے ان کو بہت اچھا موقع ہاتھ آگیا، انہوں نے اکبرآبادی صاحب سے فرمایا کہ آپ ان کے سامنے کچھ بول دیں، یہ ان کی تقریر سننے کا میرا پہلا اتفاق تھا بہت اچھا بولے، اور تمام طلبہ بھی ان کی تقریر سے بہت محظوظ ہوئے۔

اس کانفرنس کے نمایاں ورکر میں ایک عابد رضا بیدار بھی تھے جو اس وقت رضا لائبریری رام پور کے اسسٹنٹ میں تھے۔ انہوں نے عربی مدارس کے نصاب تعلیم کی اصلاح پر ایک سمینار بھی منعقد کیا، اس میں شرکت کے لئے مجھ علوم سے مجھ کو بھی مدعو کیا تھا، لیکن میں اپنی مجبوریوں کی وجہ سے شرکت کی سعادت حاصل نہ کرسکا، عربی مدارس کی اصلاح نصاب کے سب سے پہلے محرک مولانا شبلی تھے جس کے لئے مولانا شبلی کو بڑی جدوجہد کرنا پڑی تھی مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی جیسے روشن خیال روشن دماغ اور روشن دل علماء بھی بہت زمانہ تک اس معاملہ میں مذبذب تھے اور مولانا شبلی ان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے بار بار ان کو خط لکھتے رہے بہت مشکل سے مولانا شبلی سے ہم آہنگ ہوئے اور قدیم نصاب میں کچھ

(بقیہ صفحہ ... پر)

چھپتے چھپتے

انتقال پُرملال

ندوہ کے حلقہ کو اس خبر سے سخت صدمہ پہنچے گا کہ ۲۱، ۲۲ اکتوبر سنیچر اتوار کی درمیانی رات

مولانا وجیہ الدین صاحب ندوی کا انتقال ہوگیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا ایک عرصے سے بیمار تھے، اس وقت ان کا قیام دارالعلوم ہی میں تھا رات ۱ بجے انتقال ہوا۔ صبح سوا آٹھ بجے نماز جنازہ ہوئی۔

جناب مولانا مفتی محمد ظہور صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور تقریباً سات آٹھ سو طلبہ واساتذہ نے نماز میں شرکت کی۔

بعد نماز موٹر سے جنازہ ان کے وطن اسی اعظم گڑھ ضلع ہردوئی لیجایا گیا۔

انشاء اللہ تفصیلات آئندہ شائع کی جائیں گی۔

مکتوبِ لندن

فرحت احمد

عربوں کی دولت سے اہل فرنگ کی دکان چمک رہی ہے

عربوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت اور ثروت سے نوازا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے مسائل بآسانی حل کر سکتے ہیں بلکہ دنیا کے مسلمانوں کی اتنی امداد کر سکتے ہیں کہ مسلم اقوام پھر کسی غیر مسلم کی طرف مدد اور مساعدہ کیلئے نہ دیکھیں۔ کیونکہ غیر مسلم امداد دیتے وقت بالکل ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جس سے ان کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہے، یا مسلم تہذیب اور ثقافت پر اثر انداز ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

آجکل ایک عام شکایت یہ پائی جاتی ہے کہ عرب اپنا سرمایہ بے حساب غیر مسلم ممالک پر خرچ کر رہے ہیں۔ یا تو کاروباری سلسلے شروع کر رکھے ہیں، آسامیاں خرید لی ہیں یا دوسری پیشہ ورانہ تجارتوں میں اپنی دولت لگا دی ہے۔ اس کے علاوہ چھٹیاں گزارنے، علاج معالجہ کرانے، یا تعلیم حاصل کرنے کے لئے عرب دولت مند انگلستان، جرمنی، سوئزرلینڈ، فرانس یا امریکہ کا رخ اختیار کر لیتے ہیں جس سے ان ممالک کو غیر معمولی مالی اور اقتصادی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اور مسلم ممالک جو مالی امداد، تجارتی و صنعتی ترقی، زراعتی پیداوار وغیرہ کے لئے مسلم سرمایہ کے محتاج ہیں غیر مسلموں کے دست نگر ہو کر رہ گئے ہیں۔

عرب دولت کو اپنی آنکھوں سے لٹتا دیکھ رہے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر یہی سرمایہ ان کے ہاں لگایا جاتا تو اسلامی ملکوں کی حالت کہیں سے کہیں پہنچ جاتی۔

اخبارات کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالیہ دور میں عربوں نے برطانیہ اور مغربی یورپ میں جو بے شمار سرمایہ لگایا ہے وہ حیرت انگیز نظر آتی ہے۔ امریکہ میں بھی خرچ کرنے کا یہی حال ہے۔ برطانوی سیاحت کی انتظامیہ نے بتایا ہے کہ گزشتہ سال چار لاکھ عرب لندن آئے اور ان کا کل خرچ [illegible] اسٹرلنگ ہوا، اور [illegible] ہوٹلوں میں [illegible] گئے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اس وقت دس لاکھ عرب یورپ میں یا تو رہتے ہیں یا کام کرتے ہیں یا کھیل کود میں مشغول ہیں اور تقریباً ایک درجن عربی زبان کے اخبارات اور رسائل ان کے لئے نکالے گئے ہیں۔ جن کا مقصد عربوں کے ذوق کی تسکین یورپی معاشرہ و ثقافت سے [illegible] ہے۔ سرمایہ عربوں کا اور تہذیبی و ثقافتی آبیاری یورپ کی۔

یہ تبدیلی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ۱۹۷۵ء تک بیروت پر تمام سہولتیں میسر تھیں اور خلیج اور دوسرے عرب ممالک کے لوگ وہیں اپنی چھٹیاں گزارتے تھے، تجارت کرتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ بیروت یورپ کے دروازے پر واقع ہے جو یورپ اور مشرق وسطیٰ کا سنگم تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن جنگ کے چھڑ جانے کے بعد لگاتار چار سالوں میں بیروت اب ویران ہو کر رہ گیا ہے۔ جس کے سمندری ساحل بے رونق ہیں، سڑکیں عام طور پر اداس اور ویران ہیں، بازار اور دکانیں مالداروں اور گاہکوں سے بے گانہ ہو کر رہ گئی ہیں، ہوٹل کبھی کبھار کسی مسافر کا مسکن بن جاتے ہیں۔ غرض یہ رونق اور دولت کی ریل پیل اب یورپ منتقل ہو گئی ہے۔ لندن، پیرس، فرینکفرٹ، ویانا، میڈرڈ غرض دوسرے مغربی یورپی شہر عربوں کے سرمایہ سے خوب پھل پھول رہے ہیں۔

اور اب مغربی سیاح بیروت کو صرف خطرناک جگہ کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اسرائیل نے [illegible] ایک عرب شہر کو ویران کر دیا جس سے مسلم عرب ہی فائدہ اٹھاتے تھے اور دوسری طرف اپنی حیثیت کو غیروں کے سرمایہ سے پروان چڑھانا شروع کر دیا، لیکن عرب نادانی میں [illegible] سہہ رہے ہیں۔ اور اغیار فائدے اٹھائے جا رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جب عرب برطانوی سرزمین پر قدم رکھتے ہیں تو انگریز دیکھتے ہی اسٹوروں کے مالک ایسا گھبرا اٹھتے ہیں کہ یہ بڑی مچھلی کہیں ہاتھ سے باہر نکل کر نہ جائے۔ ان کو دیکھ کر اشیاء کی قیمتیں چار گنی کر دی جاتی ہیں۔ اور اشیاء کو اس قدر گراں بیچا جاتا ہے کہ وہ خریدے بغیر نہیں رہتے۔ حال یہ رہتا ہے کہ پوری الماریاں خالی کرا لی جاتی ہیں اور منہ مانگی قیمت مل جاتی ہے۔ ان اشیاء میں سب سے مرغوب سونا، کپڑا، کریم، سوٹ، جواہرات، فرنیچر، زیبائش کا سامان، قیمتی قسم کی خوشبوئیں، عطر اور خوش کرنے کا اعلیٰ قسم کا سامان جو عربوں کا خاص ذوق ظاہر کرتا ہے۔

برطانوی اخبارات نے یہ بھی لکھا ہے کہ [illegible] ہیں ایک رات میں دس لاکھ ڈالر تک ہار سکتے ہیں۔ بلکہ ان اخبارات کا منشا عربوں کو بدنام کرانا کیوں نہ ہو لیکن اس حقیقت کو صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ بیشتر کلبوں اور قمار خانوں میں دولت بے تحاشا لٹائی جاتی ہے۔ اسی طرح پیرس اور جنیوا بھی اہم مقامات ہیں جہاں عرب شیوخ اکثر جاتے ہیں اور وہاں قیام کرتے ہیں اور امریکہ اور جرمنی کی ترقی کو بڑھاوا دینے والی چیز عربوں کا سرمایہ ہی ہے۔

کویت انویسٹمنٹ آفس نے جو وزارت مالیہ کا ایک ادارہ ہے، اعلان کیا تھا کہ اس نے ۳۴۸ ملین ڈالر برطانوی [illegible] کی تجارت میں لگایا تھا جو ایک [illegible] سمجھا جاتا ہے۔ بہت سے بنکوں میں کویت کا سرمایہ لگا ہوا ہے جیسے بنک آف اسکاٹ لینڈ۔ گارڈین رائل ایکسچینج، ایسوسی ایشن اور دیگر ادارے شامل ہیں۔ عربوں نے آسامیاں خرید کر ۹۵۰ ملین ڈالر برطانیہ میں لگا دیئے ہیں اور آسامیوں کو کمپنیوں کے ذریعے شاہی محلات، قصر اور بڑی بڑی جائیدادیں خرید لی ہیں۔

۱۹۷۶ء میں سعودی اور خلیج کی دولت سے مشہور و معروف ڈورچیسٹر ہوٹل خرید لیا گیا جس کی قیمت اگرچہ کچھ کم تھی لیکن اعلان کر ۱۹۰ ملین ڈالر (۱۷ ملین پونڈ اسٹرلنگ) ادا کئے گئے۔

کویت کے شیخ صباح سالم الصباح نے برطانیہ کی سب سے بڑی جائیداد کی کمپنی سینٹ مارٹنس پراپرٹی کارپوریشن ۱۹۲.۷ ملین ڈالر میں خریدی۔ امیر قطر نے جنیوا میں [illegible] کے لئے ایک جاگیر خریدی جس کی رقم ظاہر نہیں کی گئی۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ [illegible] پر پھیلی ہوئی ہے جس کی [illegible] کا اندازہ دیکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

برطانوی حکومت کا کہنا ہے کہ ہر سال عرب ۵۰ ملین ڈالر ڈاکٹروں، ہسپتالوں پر خرچ کرتے ہیں۔ کویت حکومت کا کہنا ہے کہ اس نے ۱۹۷۶ء میں اپنے باشندوں کی صحت اور علاج پر ۶۲.۷ ملین ڈالر خرچ کئے۔ لیکن اب عربوں کا خیال ہے، برطانیہ مہنگا ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے اب توجہ مغربی یورپ یا امریکہ کی طرف ہے۔ عرب امارات کے ایک دولت مند شخص نے دانتوں کے علاج پر برطانیہ میں ۱۰۰ ڈالر(؟) خرچ کئے۔ اسی طرح بڑے ہسپتال، اسٹور، ہوٹل، تفریح گاہیں اور بے شمار جگہیں غیر اسلامی ملکوں میں عربوں کے پیسے سے دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہیں۔

جشنِ ولادتِ سیدِ عربیؐ

از: عزیز الملک خلیل سبحانی کولاری، ریاست کرناٹک

عجب اے سید عربیؐ تری شانِ ولادت تھی
ہر اک ذرہ سے ظاہر تابشِ مہرِ حقیقت تھی
فضائیں نور سے معمور تھیں ہر کیف عالم تھا
ہزاروں بزمِ ہستی میں ولی آئے نبی آئے
ترے قدمِ تقدس پر ترے روئے منور پر
عجب دنیا کا عالم تھا خدا بینی رہتی جس میں
ترے آنے سے پھیلی روشنی حق و صداقت کی
حقیقت تو نے سمجھائی سراسر نور و ظلمت کی
مٹائے تو نے فسق و جہل کے آثار دنیا سے
جدھر ڈالی نظر تو نے ادھر گنجِ فراواں تھے
زمانے میں تو آیا "رحمۃ للعالمین" بن کر
سلاطینِ جہاں تیری غلامی کے تھے شیدائی

زمیں سے آسماں تک ہر طرف جلووں کی جنت تھی
ترے جلووں کی دنیا دو جہاں عالم کی مسرت تھی
مسرت بانٹنے میں ہمنوا اللہ کی قدرت تھی
مگر سب سے جدا سب سے سوا تیری حقیقت تھی
وقارِ کہکشاں صدقے فدا انوار کی خلعت تھی
خودی کا مرتبہ تھا اور خود غرضی سیاست تھی
زمانے پر مسلط کفر و باطل کی حکومت تھی
نہ چلے اہلِ دنیا کو تمیزِ نور و ظلمت تھی
تعالیٰ اللہ کیا تیری زمانے پر عنایت تھی
تجھے دولت کی کیا پروا نظر ہی تیری دولت تھی
قدومِ میمنت تیرے جہاں برکت و رحمت تھی
جزاک اللہ تجھے حق سے عطا ایسی فضیلت تھی

عیاں حسنِ ازل تھا ذرے ذرے سے دو عالم کے
خلیل خوشنوا کیا مسرت جشنِ ولادت تھی!

پرنٹر پبلشر مسئول سید محمد الحسنی نے جے۔ کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس [illegible] میں طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" ندوہ لکھنؤ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: اسحٰق جلیس ندوی

عارف رشید صدیقی ایم۔ اے

آپ کیا قربانی دیں گے؟

سیکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں مسلمان، حشری وردی پہنے، عاشقوں کی زبان میں لبیک، لبیک اللّٰہم لبیک لاشریک لک لبیک کہتے ہوئے مکہ معظمہ حاضر ہو رہے ہیں، دیوانہ وار کعبۃ اللہ کے گرد گھوم رہے ہیں، پروانہ وار حجر اسود کو چوم رہے ہیں، دامن مادر کی طرح غلاف کعبہ پکڑ کر ہچکیاں لے رہے ہیں، سسکیاں بھر رہے، صفا و مروہ میں دوڑ رہے ہیں، منیٰ میں قیام ہے، عرفات میں وقوف ہے، شیطان پر کنکریاں ہیں، جانوروں کی قربانی ہے۔

پہلے مکہ مکرمہ سے فارغ ہوئے دیار محبوب میں حاضر ہوئے، گنبد خضراء کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دھڑکتی ہوئی ٹانگیں لرزتے ہوئے، جھکی ہوئی مؤدب نگاہوں میں، محبت کے آنسو بھر کر، کانپتے ہونٹوں اور لرزتی آواز میں سلام پیش کیا، ان کے نائبین کو بھی سلام عرض کیا، اللہ کے محبوبؐ کی مسجد میں سجدے کیے اور بار بار حضور کے سامنے حاضر ہو کر آنکھوں کو نور اور دل کو سرور و سکون کی دولت سے مالا مال کیا۔

یہ تو تھی وہاں کی بات، اب ذرا سارے عالم پر نظر ڈالیے اور کان لگائیے۔ چپہ چپہ کا مسلمان ۹ ذی الحجہ کی صبح سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کا عاشقانہ نعرہ بلند کر رہا ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کی صبح کو بستی سے نکل کر عید گاہ میں دوگانہ ادا کر رہا ہے اور اس مادی دور میں بھی اس دوگانہ میں ۹۹ فیصد مسلمان شریک ہو رہا ہے، خدا کی راہ میں جانوروں کی قربانیاں دے رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں؟ اس لیے کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر کے گردن نہادن بہ طاعت، کا جو عہد کیا تھا اس کو پورا کر رہا ہے۔ عاشقان خدا کے عشقیہ اعمال کی یاد تازہ کر کے اپنے ایمان کو تقویت دے رہا ہے۔

لیکن افسوس! دنیا کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ان کیفیات سے نابلد ہے، ان لذات سے بے بہرہ ہے، ان واقعات و حالات اور ان اعمال کے علم سے بھی لاعلم ہے، روزہ نماز تک سے دور ہے، کیا آپ نے کبھی سوچا کہ اپنے بھائیوں کی اس محرومی کا سبب کیا ہے؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ خود انھیں کی غلطی ہے، انہوں نے روزی حاصل کرنے کی تدبیریں کیں، دنیوی علوم سیکھے، دنیوی عہدے حاصل کیے، بلڈنگیں بنائیں، دولت جمع کی، مگر فکر آخرت کو نظر انداز کیا، جب وہ اپنے کو مسلمان کہتے تھے تو ان کو جاننا چاہیے تھا کہ مسلمان کسے کہتے ہیں، اسلام کی کیا تعلیمات ہیں، اسلام کے کیا مطالبات ہیں، اسی طرح جو غریب ہیں وہ دن رات فکر دنیا میں دوڑ لگا رہے ہیں، دنیوی دولت والوں کے پیروی پر گرے جاتے ہیں لیکن حقیقی دولت والے سے نہیں مانگتے، اس کے سامنے نہیں جھکتے تنہا اس غلطی کی سزا انہیں کو ملنا چاہیے اور ضرور ملنا چاہیے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اس غلطی کی سزا پائیں گے۔

لیکن یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ ہم اور آپ خاموش تماشائی بن کر چھٹکارا نہ پا جائیں گے، سوال یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری اور آپ کی مساعی کیا ہیں، اگر ہمارے اہل و عیال اور متعلقین دین سے دور ہیں تو ہم ان کو دین سے قریب لانے کی کیا کوشش کر رہے ہیں، اگر ہمارے پڑوسی دین سے نابلد ہیں تو ہم نے ان کو دین سکھانے کی کیا ذرائع اختیار کیے ہیں، اگر ہماری بستی اور شہر کے لوگ دین سے بے تعلق ہیں تو ان کو دین سے جوڑنے کی کیا تدبیریں کر رہے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں کہ جن کے اطمینان بخش جوابات کے بغیر ایک مسلمان کی نیند حرام ہو جانا چاہیے۔

حضرت خلیل اللہؑ دین کی خاطر آگ میں کود گئے، حضرت ذبیح اللہؑ اللہ کے حکم پر ذبح ہونے کے لیے زمین پر لیٹ گئے، ہمارے حضورؐ نے دین کی خاطر پتھر کھائے، لہولہان ہوئے، قید ہوئے، فاقے کیے، گھر سے بے گھر ہوئے، حضرت ابو بکرؓ نے مار کھا کر بے ہوش ہوئے، حضرت عثمانؓ چٹائیوں میں لپیٹ کر دھواں دیے گئے، حضرت بلالؓ گرم ریت پر گھسیٹے گئے، حضرت خبابؓ دہکتے کوئلوں پر بھونے گئے، شہدائے بدر و احد نے اپنے خون سے اس دین کی آبیاری کی اور نہ جانے کتنے حضرات جن نے اس دین پر اپنی جانوں کی قربانی دی۔ سوال یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟

شدت تکلیف والا جہاد تو نہیں دی لیکن جس حد تک ہم اور آپ کر سکتے ہیں اس سے معافی نہیں مل سکتی، خود کچھ کرنے کا سلیقہ نہیں تو کام کرنے والوں کا تعاون تو کر سکتے ہیں، آپ اپنے گرد نظر دوڑائیں ضرور کچھ اللہ کے بندے کسی طرح دین کی اشاعت و تبلیغ کا کام کر رہے ہوں گے مگر کم از کم آپ ان کے ساتھ ہی ہو جائیے۔ اور یہ یاد رکھیے کہ جس طرح ہمارے بھائی دینی علم و عمل سے دور ہو کر شیطان کے جنگل میں پھنسے ہوئے ہیں، اس طرح اپنے بھائیوں کو شیطان کے جنگل سے نکالنے کی کوشش نہ کرنے سے ہم اور آپ بھی شیطان کے پھندے میں ہیں، شیطان نے پھانسا دونوں کو ہے۔ ایک پر علوم دینیہ سے دور رکھنے کا پھندا ہے تو دوسرے پر تبلیغ دین سے رکنے کا پھندا، مگر دیکھیں سزا دونوں کو ملے گی۔ اللّٰہم احفظنا منہ، اسی مجلس میں فیصلہ کیجیے کہ آپ تبلیغ دین کے لیے کیا قربانی دیں گے۔

ندوہ کے شب و روز

شمس الہدیٰ بھاگلپوری، متعلم ندوہ

ہے سارے جہاں کا سوز یہاں اور سارے جہاں کا ساز یہاں

نئے سال کا آغاز: ۱۰ شوال ۹۸ھ سے دار العلوم کا نیا تعلیمی سال شروع ہوا، دار العلوم کھلتے ہی جوق درجوق طلبہ آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے دار العلوم کی رونق پھر بحال ہو گئی جو دو ماہ سے کم ہو گئی تھی، اب درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ اس سال آل انڈیا اسلامک اسٹڈیز کانفرنس کا اجلاس ہشتم ۱۴ تا ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء دار العلوم ہی میں ہوا جس کی صدارت حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے فرمائی۔ اجلاس کی تاریخ آتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے مندوبین آنا شروع ہو گئے جن میں ملک کے صحافی، انشاپرداز، پروفیسر، لکچرار اور علماء شامل تھے تین دن تک تقریر و مباحث کا سلسلہ جاری رہا۔

انتخابات: کانفرنس سے اختتام پر طلبہ کی ساری سرگرمیاں شروع ہو گئیں طلبہ کے انجمن انجمن الاصلاح کا بھی انتخاب ہو گیا۔ انجمن الاصلاح کے عہدے داران کی فہرست حسب ذیل ہے:-

(۱) صدر، مولانا محب اللہ صاحب لاری ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء
(۲) نائب صدر، عمران سعید درجہ تقلیات دوم (۳) ناظم عطاء الرحمٰن ہشتم عربی
(۴) نائب ناظم، عبد الرشید (تخصص ادب اول) (۵) محاسب، خلیل الرحمٰن خاں فضیلت اول
(۶) معتمد بزم خطابت محمد ناظم بہار پوری ہشتم عربی (۷) معتمد بزم سلیمانی عبد الحی ہفتم عربی
(۸) معتمد بزم صحافت زبیر احمد ششم عربی (۹) معتمد بزم دار الکتب محمد طاہر ہفتم عربی
(۱۰) معتمد بزم دار الاخبار عرفان سلطانپوری پنجم عربی (۱۱) معتمد بزم مالیات ظریف احمد تخصص دوم
اور دیگر ارکان یہ ہیں کمال احمد، عبد الرب، نعیم اختر، عبد الخالق، نصیر احمد، نظیر عالم، غضنفر الحق ہاشمی۔

انتخاب کے بعد مربی الاصلاح جناب مولانا مفتی محمد ظہور صاحب ندوی نے مختصر مگر جامع الفاظ میں اراکین سے خطاب کیا جس میں باہمی نزاع و ردو کد سے اجتناب کی طرف زور دیا اور یہ ہنگامہ خیز الکشن ایک اثر انگیز دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

ثقافتی جلسہ: ہر پندرہ دن کے بعد ایک ثقافتی جلسہ ہوتا ہے جس میں النادی العربی کے ارکان شریک ہوتے ہیں۔ ۱۰ اکتوبر کو ظہر کی نماز کے بعد مولانا محمد رابع صاحب ندوی کی صدارت میں اس کا افتتاحی جلسہ ہوا جس میں مولانا سعید الاعظمی ندوی مدیر البعث الاسلامی نے ایک مقالہ بعنوان "الجاحظ ودوره في الاصلاح الاجتماعي" عربی میں پیش کیا۔

انجمن الاصلاح خورد کے اراکین کا انتخاب بھی عمل میں آگیا ہے جس میں عابد حسین نائب صدر، مسیح احمد ناظم، ولی الدین اعظمی معتمد بزم دار الکتب اور اکمشاف احمد معتمد بزم صحافت منتخب کیے گئے اور دیگر عہدے تقسیم کیے گئے۔

اراکین کے سامنے: انتخاب کے بعد مولانا شمس الحق صاحب ندوی نے مختصر تقریر کی جس میں طلبہ کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنا وقت پڑھنے لکھنے میں صرف کریں اور دوسرے طلبہ کے لیے نمونہ بنیں۔ اس انجمن کو اس کے مقصد میں کامیاب بنانے کے لیے تمام قوانین کریں خواہ عہدہ ملا ہو یا نہ ملا ہو۔ مولانا نے مثال دے کر کہا کہ دیکھو حضرت خالد ابن ولیدؓ کو عین میدان جنگ میں معزول کیا گیا تھا مگر وہ چونکہ خدا کے لیے لڑ رہے تھے اس لیے معزولی

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

مطالعوں کی میز پر

(تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں)

(از: شمس تبریز خاں)

تذکرہ مولانا محمد اویس نگرامی ندوی:

از: ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی　صفحات ۱۶۴　قیمت دس روپے
پتہ: مکتبہ طیبہ، سی ۳۴ ڈیوڑھی آغا میر، لکھنؤ۔۳

مولانا محمد اویس نگرامی ندوی (سابق شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء) ایک جید عالم، صاحب نظر مفسر اور ایک اچھے اہل قلم تھے، جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے ان کا درس قرآن بہت مفید اور بابرکت تھا، مولانا مرحوم کی یاد میں ان کی وفات کے فوراً بعد اخبارات و رسائل میں ان کے متعلق مختلف اہل قلم کے مضامین تعزیت شائع ہوئے، چند دوسرے جرائد و رسائل نے ان پر اپنا ایک خصوصی شمارہ شائع کیا، ضرورت تھی کہ یہ سب چیزیں یکجا ہوں، اور مولانا مرحوم پر ایک مستقل کتاب لکھی جائے، موجودہ تذکرہ اسی ضرورت کی تکمیل ہے، جسے ان کے لائق فرزند جناب ڈاکٹر محمد یونس صاحب نگرامی نے مرتب کیا ہے، جناب مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ کے پیش لفظ کے بعد ڈاکٹر یونس صاحب کا مقالہ "علمائے نگرام کی علمی و مذہبی خدمات" پر ہے جو بہت معلوم افزا ہے۔

پھر مضامین و مقالات کے باب میں جناب مولانا علی میاں صاحب مدظلہ کا مضمون حسب توقع مجموعہ کے سارے مضامین میں سرفہرست اور بصیرت افروز ہے۔

بقیہ مضمون نگاروں میں مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب (مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند) مولانا سعید الاعظمی، حکیم عبدالقوی صاحب دریابادی وغیرہ کے نام شامل ہیں جو کچھ حصے میں اخبارات و رسائل کا خراج عقیدت ہے۔ آخری حصے میں تعزیتی خطوط نقل کئے گئے ہیں، اس طرح یہ کتاب مولانا مرحوم کی ایک اچھی یادگار بن گئی ہے اور اپنے شگفتہ انداز بیان اور قابل قدر مندرجات کے سبب علمی و دینی حلقوں کی توجہ کی مستحق ہے۔ کتابت و طباعت بہت دیدہ زیب ہے۔

علم قرأت اور قراء سبعہ:

از: قاری ابوالحسن صاحب اعظمی　صفحات ۱۸۳
قیمت　چھ روپے
پتہ: مدرسہ المتفریہ ـــ دیوبند (سہارنپور)

علم قرأت ایک ضروری علم ہے مگر اس کی اہمیت کو عام طور پر سمجھا نہیں گیا اور اسے خوش الحانی کا دوسرا نام سمجھا گیا، حالانکہ اس کی اصل اہمیت صحیح طور پر تلاوت قرآن سے ہے جو ایک کار ثواب ہونے کے ساتھ علم کا ایک ممتاز شعبہ بھی ہے۔

اردو عربی میں بڑی چھوٹی بہت سی کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں مگر ضرورت تھی کہ اردو میں کوئی جامع کتاب سامنے آئے، ہمیں خوشی ہے کہ یہ کتاب اس خلا کو پُر کرتی ہے اس میں فاضل مؤلف نے علم قرأت کے تعارف، قرأت کے اصول و قواعد کے ساتھ قراء سبعہ کے حالات پر وقیع تحقیق دی ہے پھر اخیر میں قرأت پر لکھی جانے والی کتابوں کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے اس طرح یہ کتاب علم قرأت کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ شروع میں جناب مولانا انظر شاہ صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند) اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کے مقدمے زینت کتاب ہیں۔

حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق:

مولانا محمد تقی عثمانی۔ صفحات　قیمت
پتہ: جمعیۃ بک ڈپو دہلی

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں حضرت معاویہؓ پر جو اعتراضات عائد کئے ہیں، اس کتاب میں انکا علمی اور تحقیقی جائزہ لے کر اصل حقیقت واضح کی گئی ہے اور حضرت معاویہؓ کی سیرت اور مناقب کا مثبت انداز میں مجموعہ کر دئے گئے ہیں، یہ کتاب محض تنقید نہیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت کے حالات اور تمام الزامات کا مدلل جواب بھی ہے۔!!

ایک آریہ سماجی اور قرآن مجید

ابو محمد امام الدین رام نگری

عوام اور علماء و اکابر کی نظریں حکومت اور آر۔ ایس۔ ایس تک محدود ہیں۔ آریہ سماج پر کسی کی نظر نہیں جو اپنے یوم تاسیس سے قرآن مجید اور اسلام کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور غلط فہمی اور نفرت و بیزاری پھیلا رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں آریہ ڈاکٹر شری رام آریہ کاس گنج نے ہمارے پاس اپنی ایک کتاب بھیجی ہے جس کا نام ہے "قرآن پربان ست پرکاش قرآن کے دو دوان اتر دیں" ترجمہ قرآن سے متعلق با ثبوت ۱۷۶ سوالات۔ قرآن کے علماء جواب دیں)۔ دراصل یہ سوالات نہیں بلکہ بیہودہ اور گمراہ کن اعتراضات ہیں، مصنف کی یہ پہلی کتاب نہیں ہے، ایسی ہی دو کتابیں پہلے بھی شائع کر چکا ہے، اس کا حوصلہ اس لئے بڑھا ہوا ہے کہ اس کے رد و جواب میں کسی نے قلم اٹھایا نہیں اور آریہ سماجیوں میں اس کی قدر افزائی اور اس کی کتابوں کی پذیرائی ہو رہی ہے۔ اس کتاب کا رد و جواب ہندی میں شائع ہو جائے تو مصنف کی جھوٹی اور فریب دہ قابلیت کی ہوا اکھڑ جائے، اس کی کتنی ضرورت ہے، اس کا اندازہ کتاب کی تمہید کے اقتباسات سے ہو سکتا ہے۔ لکھتا ہے:-

"یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن شریف کی تصنیف اسلام کے بانی اول حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی طرف سے کہا اور اس کے آس پاس۔ بچنے والوں کو دوزخ وغیرہ سے خوف اور جنت میں حسین اچھوتی عورتوں، لونڈوں وغیرہ کی ترغیب دے کر اسلام میں لانے کے لئے عربی زبان میں کی تھی، یہ بات قرآن میں کھلے لفظوں میں دی ہے، دیکھو پ، سورہ انعام، رکوع ۱۱، آیت ۹۲۔ پ۲۵۔ سورہ شوریٰ آیت ۷، پ۲۵ سورہ زخرف آیت ۳۔ پ۱۲۔ سورہ یوسف۔ آیت ۲۔ اور سوال ۱۷۶ اور اس کی تنقید۔ قرآن حضرت محمد صاحبؐ کی ہی تصنیف ہے یہ بات ان کے ہی الفاظ سے ثابت ہے، دیکھو پ، سورہ توبہ۔ رکوع ۱۵۔ آیت ۳۰۔ پ۱۲۔ سورہ ہود آیت ۲۵۔ پ۔ سورہ بقرہ۔ رکوع ۳۳۔ آیت ۲۵۲۔ پ۲۳۔ سورہ صافات آیت ۸ و ۱۱۔"

"اس پر بھی قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کی کتاب ہے اور اس میں جو کچھ بھی لکھا ہوا ہے وہ سب حق ہی حق ہے۔ پ۲۴ سورہ حم سجدہ۔ رکوع ۵۔ آیت ۴۲۔ پ۱۵۔ سورہ کہف آیت ۱۔"

"موجودہ قرآن اصلی ہے یا نقلی، اس کی جانچ کی بھی ایک کسوٹی قرآن میں دی گئی ہے کہ جس قرآن سے مردے زندہ ہو کر بولنے لگیں۔ زمین کے ٹکڑے ہو جائیں اور پہاڑ چلنے لگیں وہی اصلی سچا قرآن ہے۔

پ۱۳۔ سورہ رعد رکوع ۴۔ آیت ۳۱۔ پ۲۸۔ سورہ حشر رکوع ۳۔ آیت ۲۱۔

لیکن اس کسوٹی پر قرآن پورا نہیں اترتا، اس لئے موجودہ قرآن اصلی ثابت نہیں ہوتا۔"

کیا کہتی ہے علماء اور خواص و عوام مسلمانوں کی دینی غیرت و حمیت، اس کتاب کا رد و جواب لکھ کر مصنف کی چالبازی کھول کر اس کے منہ پر مار دینا چاہیے؟ یا اسے قرآن مجید سے کھیلنے اور اس کی ہتک و توہین کرنے کے لئے قرآن مجید کو کس بے سہارا چھوڑ دینا چاہیے؟

یہ ہماری نہیں قرآن مجید کی پکار ہے، ہم نے خدا کا نام لے کر رد و جواب لکھنا شروع کر دیا ہے اس کی اشاعت کے لئے آٹھ نو سو روپئے کی ضرورت ہے۔ خدا نے ہمیں رد و جواب لکھنے کی توفیق بخشی ہے تو وہی دینی غیرت و حمیت رکھنے والے مسلمانوں کو بھی حسب استطاعت مطلوبہ رقم فراہم کرنے کا جذبہ عطا کرے گا۔

ہمارا پتہ یہ ہے:-

ابو محمد امام الدین۔ اسلامی ماچیہ مدن۔ پوسٹ۔ رام نگر۔ وارانسی

قربانی کے مسائل

○ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی ہے یا اس کو خریدنے بھر کی قیمت ہے یا ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو چاہے اس پر سال گذرا ہو یا نہ گزرا ہو اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے۔ (اگر کوئی مقروض ہے تو قرض کی رقم نکالنے کے بعد اتنی رقم بچتی ہو)

○ قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں۔

○ مسافر پر قربانی واجب نہیں، لیکن قربانی کے اوقات میں سفر سے واپس ہو گئی یا کہیں پندرہ روزہ قیام کی نیت کرلی تو قربانی واجب ہو گی۔

○ ۱۰ ذوالحجہ کی بقرعید کی نماز کے بعد سے ۱۲ ذی الحجہ کی مغرب سے پہلے تک قربانی کرنا درست ہے۔ دیہات میں فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی درست ہے۔ قصبات کا شمار دیہات میں نہ ہو گا۔

○ بکرا، بکری، بھیڑ نر یا مادہ کم سے کم ایک سال کا ہو، بھینس وغیرہ دو سال اور اونٹ پانچ سال سے کم کے نہ ہوں۔ خصی یعنی بدھیا جانور کی قربانی بھی درست ہے۔

○ جنگلی جانوروں کی قربانی درست نہیں۔

○ قربانی کا جانور صحیح سالم اور تندرست ہونا چاہیے۔

○ بے دانت یا بے کان کے جانور کی قربانی درست نہیں، اسی طرح اگر سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اندھے، کانے یا نصف یا اس سے زیادہ کن کٹے یا نصف یا نصف سے زیادہ دم کٹے جانور کی قربانی بھی درست نہیں۔

○ بڑے جانور بھینس، بیل، اونٹ وغیرہ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو درست ہے، مگر ساتوں آدمی برابر کے حصہ دار ہوں کم و بیش حصہ نہ ہو۔

○ بڑے جانوروں میں اگر سات سے کم جیسے ۲ یا ۵ حصہ دار ہوں تب بھی درست ہے، ایک ہی حصہ رہے تب بھی درست ہے۔

○ قربانی کا گوشت خود کھائے، رشتہ داروں کو کھلائے اور محتاجوں کو کھلائے۔ بہتر ہے کہ ایک تہائی فقراء میں تقسیم کرے لیکن اگر کم خیرات کرے تو کوئی گناہ نہ ہو گا۔

○ قربانی کی منت مانی تھی، کام پورا ہو گیا اور قربانی کی تو یہ گوشت کل کا کل محتاجوں کا حق ہے اس میں سے خود نہ کھائے۔

○ کسی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مال سے قربانی کی جائے، پھر اس کے مال سے قربانی کی گئی یہ گوشت بھی محتاجوں کا حق ہے۔

○ کسی مردہ شخص کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی تو اس میں سے خود کھانا، دوسروں کو کھلانا سب درست ہے۔

○ قربانی کی کھال خیرات کر دیں یا اس سے کوئی استعمال کی چیز جیسے چھلنی، ڈول وغیرہ بنوا لیں دونوں درست ہیں۔

○ قربانی کی کھال اگر فروخت کر دیں تو قیمت کا خیرات کرنا ضروری ہے۔ کھال کی قیمت کے وہی مستحق ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

○ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا ذبح نہ کر سکتا ہو تو دوسرے سے ذبح کرا سکتے ہیں لیکن بہتر ہے کہ ذبح کے وقت خود کھڑے رہیں، عورت کی اگر بے پردگی ہو تو اس کے نہ کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

○ قربانی کرتے وقت . . . زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں، دل میں قربانی کی نیت ہے، اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو قربانی ہو گئی۔

قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹا دے تو پہلے یہ دعا پڑھے:

"إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ"

اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کرے۔ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ (اگر دوسرے کی طرف سے کر رہا ہے تو مِنِّی کے بجائے مِنْ کہہ کر اس کا نام لے۔ کئی ہوں تو سب کے نام لے) كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

عیدالاضحیٰ کی نماز

نیت (زبان سے کہے یا صرف دل میں خیال کرے) نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز عیدالاضحیٰ واجب مع زائد چھ تکبیرات کے پیچھے امام کے۔ اللہ اکبر۔

جس طرح امام کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح پڑھی جائے گی، صرف فرق یہ ہے کہ پہلی رکعت میں نیت اور ثنا کے بعد امام تین تکبیریں کہے گا مقتدی بھی تین تکبیریں اس طرح کہیں کہ پہلی اور دوسری تکبیر میں ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری تکبیر میں ہاتھ باندھ لیں اور امام کی قرأت سنیں۔ دوسری رکعت میں قرأت کے بعد امام تین تکبیر کہے گا مقتدی بھی یہ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں پھر چوتھی تکبیر پہ رکوع کریں اور نماز پوری کریں۔

بعد نماز خطبہ بھی سنیں

آپ جانتے ہوں گے! ۹ ذوالحجہ کو روزہ رکھنے کا بڑا ثواب ہے، اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے ۹ ذوالحجہ تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتوں کی بڑی فضیلت آئی ہے، ان بابرکت راتوں میں عبادت کا بڑا ثواب ہے، لہٰذا ان راتوں میں عبادت و دعا کا اہتمام کیجئے۔

بقیہ صفحہ ۹: ندوہ کے شب و روز

ہے ان کے شوق جہاد و سرفروشی میں کوئی فرق نہیں آیا وہ اسی جانبازی سے لگے رہے۔

تعزیتی جلسہ: ۱۰ اکتوبر شہ کو اچانک شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود کے انتقال کی خبر آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خبر نے سب کو غمگین و متاثر کیا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد ایک تعزیتی جلسہ ہوا، جس میں مولانا محمد رابع حسنی ندوی، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی اور شیخ ابراہیم یوسف سعادع (مبعوث ازہر) نے تعزیتی تقریریں کیں اور اپنے غم کا اظہار کیا اور بتایا کہ یہ ایک حادثہ عظیم ہے عالم اسلام کے لئے۔ نیز طلبہ کو خاص طور پر تلقین کی کہ جہاں تک ہو سکے ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ حضرت مولانا علی میاں نے تعزیتی ٹیلی گرام بھیجا۔

اہم اعلان!

فی الحال "تعمیر حیات" کا سالانہ چندہ بارہ روپیہ ہے چونکہ چندہ کی رقم معمولی ہے اور لاگت سے بھی کم ہے اس کے لیے ششماہی یا سہ ماہی چندہ قبول نہیں کیا جاتا ـــــــ طلبہ حضرات اگر کسی وجہ سے رعایت چاہتے ہیں تو ... جب تک وہ دفتر تعمیر حیات سے تحریری رعایت حاصل نہ کرلیں بارہ روپے سے کم چندہ ہرگز نہ بھیجیں۔ رعایت چاہنے کے لئے ضروری ہے کہ جوابی خط لکھیں۔

(منیجر)

Regd. N. L 1981 · FORTNIGHTLY · Phone : 22948

TAMEER-E-HAYAT

DaruluIoom Nadwatululama, Lucknow (India)

خاتونِ مسلم ——— جہیز ایک لعنت

اسلامی معاشرت کے خدوخال

شادی فطرت وشریعت کا تقاضا ہے، تو اس پر فطرت ہی کے قوانین کا اطلاق ہونا چاہیے

[illegible]

بغیر بارات کا دولہا

[illegible]

باب جہیز، مہر اور ولیمہ شریعت کے آئینہ میں

[illegible]

شادی کے بعد ماں باپ قرض، زمانہ بھر کی باتیں اور افسوس وندامت کے پہاڑ تلے دب کر رہ جاتے ہیں

سوچنے کی بات ہے کہ کتنی معصوم جوانیاں بے جا رسوم کی چہار دیواری کے اندر مقید ہو کر دم توڑ رہی ہیں، اور اس ظلم وستم کے خلاف آواز اٹھانے کی کسی میں جرأت نہیں!

یہ جہیز، جہیز نہیں، بلکہ جہیز کے نام پر ایسی رشوت ہے، جو دولت مند لڑکے والوں کو دیتے ہیں، اور بعد لڑکے والے ایک معصوم زندگی کو تجارتی سامان کے عوض خرید لیتے ہیں!